

OPEN ACCESS

IRJRS

ISSN (Online): 2959-1384

ISSN (Print): 2959-2569

www.irjrs.com

منقی معاشرتی رویوں کے نقصانات اور سیرت طیبہ ﷺ کے تناظر میں ان کا حل

DISADVANTAGES OF NEGATIVE SOCIAL ATTITUDES AND THEIR SOLUTION IN THE LIGHT OF SEERAH ﷺ

Abdul Waheed Tariq

*Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies and Arabic, Gomal University, Dera
Ismail Khan, KPK-*

Email: waheedtariq4876@gmail.com

Asia Mukhtar

P.HD scholar Department of Islamic Studies University of Lahore.

Email: gasia902@gmail.com

Abstract

Every human being needs other human beings to meet his needs and other requirements of his life. The environment created as a result of their interaction is called society. Behavior is called human habit or the way every human being treats other human beings. And the behavior that human beings have to go through as a result of their relationship with each other can be called the social behavior of human beings. There are many factors, causes and motives in making and spoiling a person's attitudes, habits and behaviors. The basic environment where a man is born, where he grows up, he hears from his parents and then learns to react. As a result of this listening, learning and speaking, actions and reactions are formed. These reactions to certain situations finally become his behavior. And he becomes accustomed to it. Another important factor in shaping a person's behavior is his area and neighborhood. he has friends. As he goes through childhood, he undergoes mental, physical, psychological and social changes year after year. The environment of educational institutions also has a great influence on it. Later, in practical



life, government offices and private institutions also play an important role in shaping our attitudes and character. In which the aspect of intolerance seems to be ingrained in the society to a dangerous extent. As a result, there are serious measures in the society, ranging from minor rhetoric to murder. This article will highlight the disadvantages of negative attitudes and discuss the possibility of changing negative attitudes from society in the light of Sirat-un-Nabi.

Key Words: Negative attitudes, society, social behavior, intolerance, sirat-un-nabi.

موضوع کا تعارف

انسان مدنی اطیع پیدا کیا گیا ہے۔ خاندان اور معاشرے کے بغیر انسان کے لئے زندگی گزارنا ممکن نہیں ہے۔ معاشرہ افراد کے بہت بڑے گروہ کا نام ہے۔ جس کے مقاصد میں افراد معاشرہ کے مشترکہ مفادات شامل ہوتے ہیں۔ جہاں افراد معاشرہ مل جل کر منظم انداز میں چند مخصوص قواعد و ضوابط کی پیروی کرتے ہوئے ان مقاصد کے حصول کے لئے کوشش ہوتے ہیں۔ لیکن افراد کی اتنی بڑی تعداد میں سے چند لوگوں کی قانون ٹکنی سے معاشرے میں رہتے ہوئے دیگر انسانوں کو منقیٰ معاشرتی مسائل کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جن کا سد باب کرنے کے لئے قوانین بنائے جاتے ہیں۔ تاہم کچھ عوامل ایسے ہوتے ہیں جو جرائم کی فہرست میں تو نہیں آتے لیکن پھر بھی وہ معاشرے کے لئے نقصان دہ ہوتے ہیں۔ ان میں انسانی رویوں میں منقیٰ روحانی کا عنصر بھی شامل ہے۔ اس مقالے میں ایسے ہی منقیٰ رویوں کی وجوہات، معاشرے پر اثرات اور رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے ان مسائل کا حل تلاش کرنے ہوئے ان پر بحث کی گئی ہے۔

رویے کی تعریف

معاشرتی نفیات انسانوں کے معاشرتی مسائل کو اس انداز سے زیر بحث لاتی ہے جس میں افراد کا معاشرے کے ساتھ باہمی تعامل مورخ تحقیق ہوتا ہے۔ اور اس باہمی تعامل کی بنیاد انسانی رویہ ہوتی ہے۔ جو کہ معاشرتی زندگی میں بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ معاشرتی نفیات دراصل انسانی رویوں کو اپناسب سے اہم موضوع بنانے کا کام کرتی ہے۔ معاشرتی نفیات کے ماہرین کے مطابق رویے کی تعریف حسب ذیل ہے:

“Attitude is relatively stable evaluative disposition directed toward some object or event it consists of feelings behaviors and belief.”¹

کسی چیز یا مخصوص واقعہ کی جانب کسی بھی فرد کا تقریباً پختہ قسم کا نظریہ، جس میں اس کے احساسات، اس کا طرز عمل اور بنیادی تصورات شامل ہوں تو یہ اس کا رویہ تصور کیا جاتا ہے۔
انسانی رویوں کی بنیادی اقسام

معاشرتی نفیات کے ماہرین انسانی رویوں کو بنیادی طور پر چار اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔ پہلی قسم ثابت رویوں پر مبنی

ہے۔ جسے "Optimistic" کہتے ہیں۔ دوسری قسم میں مایوسی کا پہلو غالب ہوتا ہے جسے "Pessimistic" کہتے ہیں۔ تیسرا قسم کے رویے اعتماد سے لمبیز ہوتے ہیں۔ انہیں "Trusting" کہا جاتا ہے۔ جبکہ چوتھی قسم کے رویوں میں حسد کا پہلو غالب ہوتا ہے۔ جسے "Envious" کا نام دیا جاتا ہے۔ انہیں میں دو رویوں "Optimistic" اور "Trusting" کو ثابت رویے سمجھا جاتا ہے جبکہ بقیہ دو رویوں کو منفی رویے قرار دیا جاتا ہے۔²

رویوں سے شناسائی کی ضرورت و اہمیت

معاشرتی زندگی میں رویوں کا بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ رویے کی بنیاد پر ہماری سوچ اور کردار کی سماتیں متعین ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ سے ہمارے مزاج میں مخصوص حالات یا واقعات کے متعلق معتدل یا تند طرز عمل پیدا ہوتا ہے۔ معاشرتی امن و امان اور پائیداری کے لئے مجموعی طور پر معاشرے میں ثابت رویے ناگزیر ہوتے ہیں۔ تلقفی، زندہ دلی، خوش رہنے اور خوش رکھنے کے لئے ہمیں ثابت رویے اپنائے ہوتے ہیں۔ دستیاب وسائل سے اپنے مقررہ مقاصد کے حصول کی کوششیں ثابت رویوں کے ساتھ ہی بار آور ہو سکتی ہیں۔ معاشرتی نفیات کے ماہرین کے مطابق مطلوبہ مقاصد کے حصول میں فنی مہارت کا حصہ محض ہمیں فیصلہ ہے جبکہ اسی فیصلہ ہمارا رویہ یہ ثابت کرتا ہے کہ ہمیں کامیابی ملنی چاہیے یا ناکامی ہمارا مقدار ہو گی³۔ اس رویے میں ہماری سوچ، ہماری نیت، کام سے لگن، وقت کی پابندی، غابت قدمی، امید اور خدا پر توکل شامل ہیں۔

رویہ کو ثابت یا منفی رجحان کی طرف مائل کرنا مکمل طور پر ہمارے کنٹرول میں ہوتا ہے۔ معاشرتی نفیات کے ماہرین کے نزدیک رویے کے ثابت یا منفی رجحان کی طرف مائل ہونے کی وجہات میں ثابت اور منفی سوچ کا بہت بڑا کردار ہے۔ اگر ہم ثابت سوچیں گے تو رویہ بھی ثابت طرز اختیار کرتا ہے اور منفی سوچ کے باعث لازمی طور پر ہمارے رویے بھی منفی بن جاتے ہیں⁴۔ اگر سوچ کو ثابت رکھا جائے، پر امید رہنے کی عادت اختیار کی جائے، اعتماد پر پورا لرنے کی عادت اپنائی جائے اور دوسروں پر اعتماد کیا جائے تو نہ صرف اس سے اس انسان کی شخصیت پر اس کا اچھا اثر ڈالتا ہے بلکہ معاشرے میں بھی استحکام، اخلاقی اقدار کی ترویج، قوت برداشت میں اضافہ اور باہمی تعاون کی فضلا قائم ہوتی ہے۔

معاشرتی نفیات کے ماہرین دو وجہات کی بنا پر انسانی رویوں کو زیر بحث لانے کو قابل ترجیح سمجھتے ہیں۔

1۔ معاشرتی نفیات کے مقاصد میں سب سے اہم انسان کے معاشرتی کردار کی تعریف و تبیہ ہے۔ اور اس کردار کی خصوصیات کے متعلق پیشین گوئی کرنا شامل ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لئے انسانی رویوں سے زیادہ شناسائی ہونا لازمی ہے۔
2۔ عام مشاہدہ کی بات ہے کہ انسانی رویے دیر پا ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں تبدیلی لانا بالکل ممکن ہے۔ معاشرتی سطح پر مقاصد کے حصول کے لئے عمومی رویوں میں تبدیلی تجویز کرنے اور معاشرے پر اس کے اطلاق کے لئے انسانی رویوں کا ادراک ہونا ضروری ہے۔⁵

منفی رویوں کے نقصانات

منفی رویے ہماری شخصیت پر بدنمادعہ کی طرح ہوتے ہیں۔ منفی رویے اختیار کرنے والے افراد مختلف واقعات کو منفی انداز سے دیکھتے ہیں۔ منفی انداز سے دیکھنے کی وجہ سے ان کا طرز عمل اور رد عمل دونوں میں ناپسندیدہ تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں اور وہ مقاصد کے حصول میں ناکامی کی طرف گامزن ہو جاتے ہیں۔ جس کے نتیجے کے طور پر لامحالہ وہ مزید معاشرے سے دور ہو جاتے ہیں۔ ان میں عدم برداشت، یاسیت، نفرت اور حسد کا اضافہ ہو جاتا ہے اور پھر ایسے لوگ نہ صرف اپنے مقاصد سے دور ہوتے

منفی معاشرتی رویوں کے نقصانات اور سیرت طیبہ ﷺ کے نتائج میں ان کا حل

چلے جاتے ہیں بلکہ مجموعی طور پر معاشرے کے مقاصد کے حصول میں بھی رکاوٹ کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ جب ان کی وجہ سے مجموعی طور پر معاشرہ اپنے مقاصد سے دور ہوتا ہے تو لامالہ دیگر افراد معاشرہ بھی اس کے اثر سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے اور ان میں بھی منفی رویے تنشیل پاتے ہیں اور اخلاقی اقدار اپنا مقام کھو دیتی ہیں۔ اور اس طرح معاشرے کو وہ نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے جو معاشرہ کی برداشت سے باہر ہے۔ منفی رویہ سب سے خطرناک حادثہ رویہ ہے۔ معروف امریکی ماہر نفیت پروفسر ڈاکٹر نیٹالی شاٹس حادثہ رویے کے متعلق لکھتی ہیں:

“Envy emotion can be a destructive in form of both mentally and physically. Hostile, resentful, angry and irritable are feeling of Envious people. Such individuals are also less likely to feel grateful about their positive traits and their circumstances. Envy is also related to the development of prejudice, depression, anxiety, and personal unhappiness.”⁶

”حد دہنی اور جسمانی طور پر ایک تباہ کن جذبہ ہو سکتا ہے۔ حد کرنے والے لوگ دشمنی، ناراضگی، غصہ اور چڑچڑا محسوس کرتے ہیں۔ ایسے افراد اپنے ثابت خصائص اور اپنے حالات کے بارے میں شکر گزار ہونے کا امکان بھی کم رکھتے ہیں۔ حد کا تعلق ڈپریشن، اضطراب، تعصب کی نشوونما اور ڈاتی ناخوشی سے بھی ہے۔“

اسی طرح مایوسی کے نقصانات کے متعلق معاشرتی نفیت کے ماہر روڈرولاف رقطراز ہیں:

“Rumination, and worst-case scenario thinking are Key symptoms of anxiety disorders are excessive worry. Likewise, low mood, low self-esteem, negative thoughts, and worry are not only characteristics of pessimistic thinkers, but also factors in depression.”⁷

”ذہنی دباؤ کی بنیادی وجوہات میں بات پر پریشان رہنا، افواہوں پر یقین رکھنا، اور کسی بھی معاملے کو مایوسی کی حد تک سوچنا شامل ہیں۔ اسی طرح بد مزاجی، منفی خیالات کا رجحان، خود اعتمادی میں کسی نہ صرف مایوسی کا سبب بنتی ہیں بلکہ ذہنی امراض میں بھی بنتا کر دیتی ہیں۔“

ثبت سوچ ثابت رویے کو جنم دیتی ہے اور ثابت رویہ ثابت معاشرتی اقدار کی بنیاد ہوتا ہے۔ جبکہ منفی سوچ سے منفی رویے پہنچتے ہیں اور بالآخر منفی معاشرتی اقدار پر پہنچ ہوتے ہیں۔ جہاں منفی رویے پائے جاتے ہیں وہاں ثابت اور نامید افراد باتیں نہیں کی جاتیں بلکہ تعصب، جلن، حد، نفرت اور نامیدی قابل ترجیح ہوتی ہیں۔ وہاں ہر معاملے میں منفی پہلو کو تلاش کرنے کی عادت بن جاتی ہے۔ روزمرہ کے معاملات ہوں، رشتہ داری کے معاملات ہوں، کاروباری معاملات ہوں یا دیگر معاشرتی معاملات، وہاں ہر معاملے میں منفی پہلو کو تلاش کر لیا جاتا ہے۔ جو آخر کار معاشرتی بگاڑ کا سبب بنتا ہے۔ جس سے معاشرے میں یاسیت پھیل جاتی ہے۔ لوگوں میں نامیدی کا طوفان برپا ہو جاتا ہے۔ وہ کسی کو قابل اعتماد نہیں سمجھتے۔ نہ ہی وہ خود کسی کے اعتماد پر پورا لئے کی صلاحیت کے حامل رہتے ہیں۔ ان میں حد، کینہ اور بعض جیسی عادات نہیں پاجاتی ہیں۔

طبی تحقیق کے مطابق انسانی دماغ کی اکائی نیوران ہے۔ جن کی تعداد اور کارکردگی انسان کی صحت کے لئے بنیادی

زمرے میں شمار کی جاتی ہیں۔ نیوران کے متعلق ایک تصور یہ پایا جاتا تھا کہ ان کی نشوونما بچپن میں ہوتی ہے۔ بعد ازاں ان میں اضافہ ممکن نہیں البتہ مختلف وجوہات کی بنا پر ان کی تعداد میں کمی ضرور ہوتی ہے۔ جدید تحقیق نے اس بات کو واضح کیا ہے کہ نیوران کی افزائش زندگی کے کسی بھی مرحلے پر ممکن ہے⁸۔ نیوران کی صحت، تعداد اور کارکردگی انسانی دماغ پر براہ راست اثر انداز ہوتی ہے۔ اور دماغی صحت کا انسانی جسم کی صحت سے براہ راست تعلق ہے۔ انسانی زندگی کے مختلف عوامل نیوران کی صحت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ جن کی بنیاد پر ان کی تعداد میں کمی بیشی بھی ہوتی ہے اور ان کی صحت اور کارکردگی بھی متاثر ہوتی ہے۔ جہاں مختلف عوامل ان نیورانز پر ثابت اثرات چھوڑتے ہیں وہیں کچھ عوامل ان پر منفی طور پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں⁹۔ منفی طور پر اثر انداز ہونے والے عوامل میں جہاں دیگر بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں وہیں ذہنی دباؤ بھی ایک بڑی وجہ ہے۔ اور یہ ذہنی دباؤ بہت سی وجوہات کا باعث ہوتا ہے جس میں ایک انسان کا منفی رویہ ہے¹⁰۔ یہ تمام وجوہات اس بات کا ثبوت ہیں کہ منفی رویہ انسان کی اپنی صحت پر نہایت نقصان دہ اثرات چھوڑتا ہے۔ اس سے نہ صرف وہ نفسیاتی مسائل کا شکار ہوتا ہے بلکہ دیگر پیچیدگیوں کا بھی شکار ہوتا ہے۔

منفی رویہ پہنچنے کی وجوہات

جب تک ہم اس سوال کا جواب نہیں ڈھونڈ لیتے کہ معاشرے میں منفی رویے کیوں جنم لیتے ہیں تب تک ہم ان پر قابو نہیں پا سکتے۔ معاشرتی نفسیات کے ماہرین کی تحقیق کی بدولت چند بنیادی وجوہات پیش کی جا رہی ہیں جن کی وجہ سے لوگ منفی رویے کو اپنی ذات کا حصہ بنالیتے ہیں۔

1. فطری طور پر لوگ مایوس ہونا پسند نہیں کرتے ہیں لیکن بسا اوقات مسلسل ناکامیاں انہیں ڈرپوک بنا دیتی ہیں اور ان کے رویے میں نامیدی کا عصر آ جاتا ہے جو کسی بھی ثبت اقدام کرنے سے بچپاہٹ پیدا کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے دیگر منفی رجحانات بھی رویے کا حصہ بن جاتے ہیں۔

2. بچپن سے ہی لوگ اپنے لئے انجانے میں رول ماذل منتخب کر لیتے ہیں جو کہ عموماً والدین ہوتے ہیں۔ اگر والدین کی شخصیت میں منفی رویہ پایا جائے تو لامالہ وہ اولاد کو بھی منتقل ہو جاتا ہے۔ لچکدار رویہ، قوت برداشت، صلہ رحمی، برداباری اور تخلی جیسی فطری عادات بھی نامیدی، ناشکری، عدم برداشت، غصہ، حسد اور کینہ جیسی بری عادات میں محض اس لئے تبدیل ہو جاتی ہیں کہ اولاد کے سامنے والدین کی صورت میں منفی رویوں کے حامل عملی نمونہ جات موجود ہوتے ہیں۔

3. معاشرے میں افراد اس خوف میں مبتلا رہتے ہیں اور وہ اسے پسند نہیں کرتے کہ افراد معاشرہ ان کو قبول نہ کرے۔ اس بات کا خوف کہ کوئی انہیں کہیں مسترد نہ کر دیا جائے وہ بے بچپن رہتے ہیں، حفظ ماقدم کے تحت کچھ لوگ محض اس خوف کی بنا پر ان سے نفرت شروع کر دیتے ہیں۔ نفرت کرنے کا یہ انداز کسی تحقیقی وجہ کی بنیاد پر نہیں ہوتا بلکہ اپنے ذہن کی اختیار کردہ سوچ کی بنا پر ہوتا ہے اس لئے اس کی تملی اور تتفہی کی بھی کوشش نہیں کی جاتی اور اس طرح بالآخر منفی رویہ شخصیت کا حصہ بن کر رہ جاتا ہے۔

4. لوگ کسی بھی عمل کو بہترین انداز سے پایہ تکمیل تک پہنچانے کی فطری خواہش رکھتے ہیں۔ لیکن ناکام ہو جانے کے خوف سے اس کام کو شروع کرنے میں تالیم کرتے ہیں اور مناسب وقت کا انتظار کرنے کی خود کو طفل تسلی دیتے ہیں۔

مفتی معاشرتی رویوں کے نقصانات اور سیرت طیبہ ﷺ کے نتائج میں ان کا حل

جبکہ حقیقت میں وہی وقت اس عمل کی تکمیل کے لئے بہترین ہوتا ہے۔ نتیجے کے طور پر پچھتا و ان کا مقدر بنتا ہے اور کامیاب ہونے والوں سے جلن اور حسر رویے کا حصہ بن جاتی ہے۔

5. لوگ توقعات باندھنے میں زیینی حقائق کو مد نظر نہیں رکھتے اور دیگر افراد معاشرہ سے، یا اپنے اعمال و افعال کے نتائج سے غیر ضروری طور پر بہت بڑی توقعات وابستہ کر لیتے ہیں۔ جو اکثر ویسٹر پوری نہیں ہوتیں۔ نتیجے کے طور پر رویے میں افرادگی، نامیدی، حسد اور نفرت کے جذبات ابھر آتے ہیں۔

6. جذبات کے اظہار کے معاملے میں اکثر ویسٹر بے احتیاطی کی جاتی ہے۔ ضرورت سے کم یا بہت زیادہ اظہار جذبات، چاہے وہ نفرت سے متعلق ہوں، عقیدت سے متعلق ہوں، محبت ہو یا عزم، وہ نقصان دہ ہوتی ہے جس کا اثر لازمی طور پر رویے پر پڑتا ہے۔

7. بعض اوقات افراد معاشرہ کو کسی خاص معاملے میں رہنمائی، مدد یا توجہ درکار ہوتی ہے لیکن وہ غیر ضروری حیا کی وجہ سے اپنے مسائل کے متعلق متعلقہ لوگوں سے بات نہیں کر پاتے اور ذہنی دباؤ کا شکار ہو کر ہر وقت اذیت میں مبتلا رہتے ہیں۔ جس سے لامحالہ ان کے رویے اثر انداز ہوتے ہیں۔

8. بعض اوقات لوگ جذباتی طور پر یا جسمانی طور پر پہنچنے والی کسی بھی تکلیف سے اتنے متاثر ہوتے ہیں کہ ان کا فوری رد عمل ان کے رویے کا مستقل حصہ بن جاتا ہے۔

9. بعض لوگ محض معاشرے سے جدا الگ پہنچان پیدا کرنے کے لئے بھی معروف و مقبول معاشرتی اقدار کے خلاف مفتی رویے اختیار کر لیتے ہیں جو کہ سراسر بدنتی پر مبنی ہوتے ہیں۔

مندرجہ بالا تمام وجوہات کو اگر بنظر غائر دیکھیں تو ان تمام خرایبوں کے سوتے بنیادی طور پر نامیدی، ناشکری، بے صبری، حسد اور بغیر دلیل کے کسی کو اپنے لئے نمونہ بنانے لینے جیسی عادات سے پھوٹتے ہیں۔ ان کے علاوہ بعض لوگوں میں جینیاتی طور پر مفتی رویوں کی طرف رجحان عام لوگوں کی نسبت زیادہ پایا جاتا ہے۔ ان مفتی رویوں کا ایک فائدہ تو ضرور ہوتا ہے کہ افراد کو اپنی اصلاح کرنے کا موقع مل جاتا ہے

سیرت طیبہ ﷺ اور مسائل کا حل

رسول اللہ ﷺ نسل انسانی میں سب سے ممتاز، اعلیٰ اقدار کی حامل اور کامل و اکمل شخصیت ہیں۔ جن کی ذات بارکت سے نہ صرف اخروی کامیابی کی رہنمائی کی کنجی ملتی ہے بلکہ دنیا میں معاشرتی اقدار، عادات و اطوار، تعلقات، سوچنے کے انداز تک میں رہنمائی ملتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے بلند اخلاق کے متعلق فرمان باری تعالیٰ ہے:

”وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ“¹¹
”اور اخلاق تمہارے بہت (علیٰ) ہیں“

اس لئے جہاں دیگر معاملات زندگی میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رہنمائی حاصل کرنا ضروری ہے ویسی رویوں کی اصلاح آپ ﷺ کی سیرت کی طرف رجوع کرنے سے ہو جاتی ہے۔
ماہیوں سے احتراز

مفتی رویوں کی اصلاح کے لئے سب سے اہم بات اس حقیقت کا احساس ہے کہ رویے میں اصلاح کی گنجائش ہے۔ اور

اس کی درستی کر کے شخصیت کو نکھارا جاسکتا ہے۔ جب تک یہ احساس نہیں جا گے گات تک کوئی شخص اپنے رویوں کی اصلاح کی کسی بھی کوشش میں تعاون کرنے پر راضی نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں اچھائی اور برائی، دونوں پہلو پائے جاتے ہیں۔ صرف برائی پر اپنی توجہ مرکوز کر کے خود اذیتی میں بمتلا ہونے والی بات ہے۔ ثبت سوچنا، پر امید رہنا، وسیع الظرف ہونا اور مستقبل سے بے خوف ہو کر رویوں میں ثبت تبدیلی لانا ممکن ہے۔ حضور ﷺ کی حیات طیبہ کی رہنمائی میں یہ بات بلاشک و شبہ کی جاسکتی ہے کہ مایوس کفر ہے۔ مایوسی اصل میں اپنی ذات کو اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے محروم سمجھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”فُلُونَ يَا عَبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَنْفَطِعُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعاً إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ“¹²

”فَرِمَادِ تَبَّعَ (اے پیغمبر) میرے بندوں سے کہ نہ امید نہ ہوں میری رحمت سے جن لوگوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے شک اللہ تو گناہوں کو بخشنے والا اور نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔“

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

”قَالَ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ“¹³

”فَرِمَایا (حضرت ابراہیم) کہ اپنے رب سے سوائے وہ لوگ جو گمراہ ہیں کوئی مایوس نہیں۔“

پھر فرمایا:

”يَا يَتَّيِّ أَذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُوسُفَ وَ أَخِيهِ وَ لَا تَنِيَّسُوا مِنْ رَفْحِ اللَّهِ إِنَّهُ لَا يَبْيَسُ مِنْ رَفْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ“¹⁴

”اے میرے بیٹو جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہونا، کیونکہ وہی لوگ اللہ کی رحمت سے نا امیدی اختیار کرتے ہیں جن کا ایمان قائم نہیں ہے۔“

ان قرآنی آیات سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام مایوسی کو گناہ کبیرہ قرار دیتا ہے۔ جسے کفر تک سے تشبیہ دی گئی ہے۔ دراصل جب انسان کے رویے میں مایوسی کا غصر چھا جاتا ہے تو وہ اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ وہ مقاصد کے حصول کے لئے کوشش ہی ترک کر دیتا ہے اور جیتے جی خود کو مار لیتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات واقعی خود کشی تک جیسے حرام کام میں بمتلا ہو جاتا ہے پر امید رہنے کے فوائد سے آج کی میڈیا کل سائنس اور معاشرتی نفیات بھی کلی طور پر متفق ہیں۔ نفسیاتی ماہر گو میز پینیلا کھتے ہیں:

”Optimists behavior is a more positive and morale, more vitality, a sense of mastery, and high self-regard. They have control on their destiny. All that positivity must radiate outward, because optimists tend to be better liked by others, too.“¹⁵

”پر امید رہنے والے لوگ ثبت مزاج مالک ہوتے ہیں۔ وہ اخلاقی اقدار، خود اعتمادی، قابلیت کا احساس اور اپنی عزت نفس کا احترام ان کی شخصیت میں نمایاں ہوتا ہے۔ پر امید رہنے سے فرد اپنی خوبیوں اور صلاحیتوں کی وجہ سے مختن کرتا اپنے آپ کو دوسرے افراد سے بہتر ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے جو معاشرے پر ثبت اثر ڈالتا ہے۔“

اس لئے حیات طیبہ ﷺ کا مطالعہ ہمیں اس بات کی آگاہی فراہم کرتا ہے کہ انسان کو کسی بھی قسم کے حالات مایوس نہیں ہونا

چا ہے۔ اور اپنے رویوں کو ثابت دھارے میں شامل رکھنا چا ہے۔

صبر اور شکر کا الترام

عصر حاضر کی جدید تحقیقات جہاں دیگر علوم و فنون میں شخص کی حد تک سرگرم عمل ہیں، وہیں صبر اور شکر کے فوائد پر بھی ان کی ڈھیر وں تحقیقات ہیں۔

*"Psychology research in positive way, gratitude is strongly and consistently associated with greater happiness. Gratitude helps people feel more positive emotions, improve their health, deal with adversity, relish good experiences and build strong relationships."*¹⁶

"ثبت نفیات کی تحقیق میں، شکر گزاری مضبوطی اور مستقل خوشی کا حصہ ہے جذبہ تشكیر لوگوں میں زیادہ ثبت جذبات پیدا کرتا ہے، جوان میں اپنے تجربات سے محفوظ ہونے، صحت کو بڑھانے، مشکلات سے نہ آزمائونے اور مضبوط تعلقات پیدا کرنے میں مدد کرتا ہے۔"

حیات طیبہ اللہ علیہ السلام کے پس منظر میں اگر اسلامی ضابط حیات کو دیکھا جائے تو صبر اور شکر جیسی دو اخلاقی صفات کو کلیدی مقام حاصل ہے۔ اور ان دونوں معاشرتی اقدار کو اپنانے پر دین اسلام کی تعلیمات میں بہت زور دیا گیا ہے۔ قرآن و حدیث میں صبر اور شکر کو اپنانے اور انہیں اپنی زندگی کا حصہ بنانے کے لئے دسیوں مقامات پر ہدایات دی گئی ہیں۔ اور جیساں دویں بات یہ ہے کہ یہ دونوں لازم و ملرووم ہیں۔¹⁷ صبر کے بغیر شکر اور انہیں کیا جاسکتا اور شکر ادا کے بغیر صبر نہیں کیا جاسکتا اس لئے صبر اور شکر دونوں کے لئے اسلامی تعلیمات اس انداز سے مربوط ہیں کہ ان دونوں معاشرتی اخلاقی اقدار کو ایک ساتھ فرداپنی شخصیت میں شامل کرتا ہے۔ جیسا کہ شکر کرنے کے متعلق فرمان الہی ہے:

"وَ إِذْ تَأْذَنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَسَيِّدٌ"¹⁸

"اور جب تمہارے رب نے تم سے تم کے اگر تم اس کی شکر گزاری کرو گئے تو وہ تمہیں پہلے سے زیادہ عطا فرمائے گا اور اگر اس کی نا شکری کرو گئے بے شک اللہ کا عذاب بہت شدید ہے"

اسی طرح صبر کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فُلْنَ يَا عِبَادَ الَّذِينَ آمَنُوا أَنْقُوا رَبَّكُمْ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ أَرْضُ اللَّهُ وَ اسْعَةً إِنَّمَا يُؤْفَى الصَّابِرُونَ أَجْرٌ هُمْ بِغَيْرِ جَسَابٍ"¹⁹

"فرماد تیجیے میرے ان بندوں سے جو ایمان لائے ہیں کہ وہ اپنے اللہ سے تقوی اختیار کریں۔ جن لوگوں نے اس دنیا میں نیک اعمال کیے ان کے لیے بھلائی ہے اور اللہ کی زمین بھے و سبج ہے اور بے شک ہم صبر کرنے والوں کو اس کا اجر بے حساب دیں گے۔ کہہ دو کہ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو اپنے پروردگار سے ڈرو۔ جنہوں نے اس دنیا میں نیکی کی ان کے لئے بھلائی ہے۔ اور خدا کی زمین کشادہ ہے۔ جو صبر کرنے والے ہیں ان کو بے شمار ثواب ملے گا۔

پھر شکر کرنے والوں کے اعزاز میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَقْتَ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَفَقْتَلَنَّ أَقْبَلَتْمُ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَنْقِلِبْ عَلَى عِقْبَيْهِ فَلْنَ يَضُرُّ اللَّهُ شَيْئًا وَ سَيَجْزِي اللَّهُ السَّاِكِرِينَ"²⁰

"اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو صرف (خدا کے) رسول ہیں اور امی میں نے ان سے پہلے بھی رسول بھیجے اور کیا وہ مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تم ایمان سے پھر جاؤ گئے اور جو شخص ایمان سے پھر جائے تو وہ اپنے سوا کسی کا نقصان نہیں کرے گا اور اللہ شکر کرنے والوں کو زیادہ اجر دیے گا۔"

جبکہ صبر کرنے والوں کے متعلق فرمایا:

"مَا عِنْدُكُمْ يَنْفُذُ وَ مَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ وَ لَنْجُزِينَ الَّذِينَ صَنَّبُرُوا أَجْرُهُمْ بِالْحَسْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ"²¹
"جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور جو خدا کے پاس ہے وہ باقی ہے کہ (کبھی ختم نہیں ہو گا) اور جن لوگوں نے صبر کیا ہم ان کو ان کے اعمال کا بہت اچھا بدل دیں گے"

حضرت عبد اللہ بن عباس رض بنی کریم رض سے روایت ہیاں کرتے ہیں:

"أَرَبِعَ مِنْ أَعْطِيَهُنَّ فَقَدْ أَعْطِيَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ قَلْبًا شَاكِرًا وَلِسَانًا ذَاكِرًا، بَدَأَ عَلَى الْبَلَاءِ صَابِرًا، وَزَوْجَةٌ لَا تَغِيَّهُ خَوْنَانِ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهِ"²²

"جسے چار چیزیں شکر گزاری کرنے والا دل، ذکر کرنے والی زبان، م مصیبت میں صبر کرنے والا جسم و جان، عزت و آبر و اور مال و دولت میں ایمان داری کرنے والی یادی دی گئی تو اس شخص کو دنیا و آخرت کی خیر عطا ہوئی،۔"

دوسری جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خصلتان من کانتا فیه کتبه الله صابراً و شاکراً، من لم یکوننا فیه لم یکتبه الله صابراً شاکراً، من نظر فی دینه الی من هو فرقہ فاقتدی به، ومن نظر فی دنیاہ الی من هو دُونہ فحمد الله علی ما فضلہ به علیہ، کتبه الله صابراً شاکراً، ومن نظر فی دینه الی من هو دونہ، ونظر فی دنیاہ الی من هو فرقہ فاقت

علی ما فاتہ منه، لم یکتبه الله صابراً و شاکراً"²³

"وَ خَصْلَتَيْنِ جَسْ میں ہوتی ہیں اللہ اسے صابر شاکر لکھتا ہے، اور جس میں یہ دو خصلتیں نہیں ہوتی ہیں اللہ اسے صابر و شاکر نہیں لکھتا ہے، جو شخص اپنے دینی معاملات میں اپنے سے اعلیٰ (زیادہ دیندار) کو دیکھ کر اس کی اقتدا کر لے، اور دنیوی معاملات میں اپنے سے کمتر (غیریب) کو دیکھ کر اپنے ساتھ اللہ کے امتیازی فضل کے معاملے پر اللہ کی حمد کرے تو اللہ اسے صابر و شاکر لکھتا ہے، اور جو اپنے دینی معاملات میں اپنے سے کمتر (کم دیندار) کو دیکھے، اور اپنے دنیوی معاملات میں اپنے سے برتز (زیادہ مالدار) کو دیکھے اور اپنی (کم مالداری والی) حالت پر افسوس کرے تو اللہ اسے صابر و شاکر نہیں لکھتا ہے۔"

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہیاں کرتے ہیں:

"عجباً لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كَلَهُ لِهِ خَيْرٌ، وَلِنِسْ ذَلِكَ لِأَحَدِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَصْبَابَهُ سَرَاءُ شَكَرٍ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنَّ أَصْبَابَهُ ضَرَاءُ صَبَرٍ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ"²⁴

"بندہ مومن کا عجیب معاملہ ہے، اسے ہر معاملہ میں خیر ہی عطا فرمائی گئی ہے۔ جب اسے خوشی اور راحت و آرام مہیا کیا جاتا ہے تو وہ اپنے اللہ کا شکر گزار ہوتا ہے، اس معاملہ میں اس کے لیے خیر پوشیدہ ہے، اور اگر اسے تکلیف یا پریشانی لاحق ہوتی ہے تو وہ اس میں صبر سے کام لیتا ہے اس کا یہ عمل اس کے لیے خیر و برکت کا باعث بن جاتا ہے۔"

یہ نصوص انسان کی معاشرتی زندگی میں صبر و شکر کے حسن کو واضح کرتی ہیں۔ نہ صرف حسن ہیں بلکہ معاشرتی ارتقاء کے عمل کا لازمی جزو ہیں جس کے بغیر معاشرہ کبھی بھی مثالی ترقی نہیں کر سکتا اور انسانی رویوں میں ثابت تبدیلی نہیں آسکتی۔ اگر صبر اور شکر کو اپنی معمول کی زندگی میں اپنا لایا جائے تو انسان حسد سے فیض جاتا ہے۔ حسد و راصل اسی بنا پر کیا جاتا ہے کہ جب انسان کو کوئی چیز

منفی معاشرتی رویوں کے نقصانات اور سیرت طیبہ ﷺ کے نتائج میں ان کا حل

دستیاب نہیں ہوتی وہ کسی اور کو دستیاب ہوتی ہے۔ اور اسی وجہ سے مایوسی بھی جنم لیتی ہے۔ جبکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق جب انسان اپنے سے کم تر لوگوں کو دیکھتا ہے تو لامحالہ اس میں شکر کا مادہ پنپتا ہے اور وہ اللہ کی شکر گزاری کرتا ہے کہ کم تر لوگ جس احساس محرومی میں زندگی بسر کر رہے ہیں وہ کم از کم اس میں بنتا نہیں ہے۔ اس طرح انسانی رویے ہر قسم کے منفی اثرات سے محفوظ ہو سکتے ہیں اور معاشرے میں امن و امان اور پائیدار ترقی کو یقینی بنایا جا سکتا ہے۔

حد سے پر ہیز

جب انسان کسی دوسرے انسان کی خوش حالی پر دل میں جلتا ہے اور اس کے دل میں یہ خواہش گھر کر جاتی ہے کہ جو نعمت اور خوشی اسے حاصل ہے وہ اس کے پاس نہ رہے اور اسے حاصل ہو جائے تو یہ عمل حسد کہلاتا ہے۔ حسد کو انسانی رویوں کی سب سے بڑی برائی سمجھا جاتا ہے۔ جب ہم حضور اکرم کی زندگی سے اس کی مثال دیکھتے ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اس معاشرتی برائی اور بدترین منفی رویے کی کس قدر سُگنی ہے اور اس سے محفوظ رہنے کے لئے کتنی شدت سے اسلام نے تاکید کی ہے۔ جب تک حسد کرنے والا اپنے جذبات کا اظہار نہیں کرتا یا اپنی خواہش کی تکمیل کے لئے کوئی اقدام نہیں اٹھاتا تک یہ سوچ اسے خود کو اندر ہی اندر نقصان پہنچا رہی ہوتی ہے۔ اور جب وہ اس کے اظہار کے لئے یا تکمیل کے لئے کوئی قدم اٹھاتا ہے تو ممکن ہے اس سے محمود کی ذات کو کوئی نقصان پہنچے۔ ان نقصانات سے محفوظ رہنے کے لیے رب العزت نے اپنی مخلوق کو دعا سکھائی:

”وَ مِنْ شَرِّ حَسِدٍ إِذَا حَسَدَ“²⁵

”اور حسدیوں کی شر سے جب کو حسد کرنے لگے“

اللہ تعالیٰ نے اس دعائیں حسدیوں کے حسد سے بپناہ کی تلقین فرمائی گئی ہے جب وہ حسد کرنے لگے۔ یعنی اس کے عملی اظہار کے لئے کوئی قدم اٹھا لے۔ اس سے پہلے تو وہ محض خودا یتی میں بنتا تھا۔

قرآن مجید میں مختلف مقامات پر حسد کے متعلق آیات نازل ہوئی ہیں۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

”وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابَ لَوْ يَرْدُو نَعْمَلُكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِنْ عَنْدِ أَنفُسِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوا وَ اصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِإِمْرِهِ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“²⁶

”بہت سے ان میں سے ایسے اہل کتاب کی تعداد بہت زیادہ ہے جن کے دل میں حسد کی آگ ہے وہ شاہتے ہیں کہ تمہیں ایمان لانے کے بعد کافر بنا چاہتے ہیں جبکہ ان کے سامنے حق واضح ہو چکا ہے۔ تم ان سے در گزر کرو قریب ہے کہ اللہ انہیں فیصلہ سنا دے۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ پر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔“

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

”أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا أَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ أَنْتُمْ أَلَّا إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ أَنْتُمْ أَهْمَ مُلْكًا عَظِيمًا“²⁷

”یا یہ لوگ اس میں حسد کرتے ہیں جو اللہ نے اپنی طرف سے ان کو عطا کیا ہوا ہے ہم نے ابراہیم «صلی اللہ علیہ وسلم» کے خاندان کو کتاب و حکمت عطا فرمائی اور اس کے ساتھ عظیم سلطنت بھی عطا کی۔“

نیز فرمایا:

”سَيَقُولُ الْمُخْلُقُونَ إِذَا انطَافَثُمْ إِلَىٰ مَعَانِمِ إِنْتَخُوْهَا ذَرُونَا تَنْتَغُثُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ فَلَنْ لَنْ تَنْتَعُونَا كَذِلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلٍ سَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَا بَلْ كَانُوا لَا يُفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا“²⁸

"اور جس وقت تم لوگ مال و غنیمت کا تقسیم کرنے کے لیے نکلو گئے تو جو (جنگ میں شریک نہیں ہوئے اور گھروں میں رہ گئے) وہ خواہش کریں گے کہ ان کو اجازت دی جائے کہ وہ بھی مال میں سے کچھ وصول کر لیں۔ ان کا ارادہ ہے کہ وہ اپنے اس فعل سے اللہ کی کی ہوئی بات کو بدل دیں۔ ان سے کہ دیکھیے کہ تم تم ہمارے ساتھ نہیں جا سکتے۔ اسی لیے اللہ نے شروع سے ہی فرمادیا ہے۔ پھر کہیں گے (نہیں) تم اللہ نے ہم سے حسد کیا۔ حقیقت میں یہ لوگ سمجھتے ہیں اور نہ وہ اس بات کا شعور رکھتے ہیں مگر ان میں سے کم تعداد اسی طرح حسد کے نقصانات اور اس کی علیین سے متعلق نبی اکرم ﷺ نے خبردار کرت ہوئے عید فرمائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان اور حسد دونوں کسی بھی بندے کے دل میں بیک وقت اکٹھا نہیں ہو سکتے۔²⁹ ایک اور مقام پر حسد کے متعلق فرمایا کہ میری امت میں بھی حسد اور بغضہ کی کچھلی امم کی برائیاں سرایت کر جائیں گی جو دین کو نقصان پہنچائیں گی۔³⁰ ایک اور مقام پر ارشاد نبی ﷺ ہے کہ لوگ اس وقت تک خیر میں ہوتے ہیں جس وقت تک وہ حسد نہیں رکھیں گے۔

31

چونکہ حسد علیین نوعیت کے منفی رویے جنم دیتا ہے اس لئے حسد کرنے والا کسی کے ساتھ خوشنگوار تعلقات استوار نہیں کر پاتا۔ وہ ہر دوسرے شخص سے بدگمان رہتا ہے۔ وہ کسی کو احترام نہیں دے سکتا۔ اور بدے میں اسے احترام نہیں ملتا جس سے حالات مزید علیین ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر طاعت عزیز لکھتے ہیں کہ حسد کرنے والا اللہ کی نعمتوں کی قدر نہیں کر پاتا۔ نہ ہی ان نعمتوں پر شکر گزار ہوتا ہے۔ یہ لوگ یہ برداشت نہیں کر پاتے کہ اللہ نے ان فضل کیوں کر رکھا ہے۔ اس طرح صبر اور شکر جیسے دونوں اوصاف سے خالی ہو جاتا ہے۔ حسد کی وجہ سے باہمی اعتماد میں کمی آ جاتی ہے۔ اور اس سے دیگر بہت سے منفی رویے پیدا ہوتے ہیں³²۔ اس لئے سیرت النبی ﷺ کے مطابق جہاں دیگر رزاکل اخلاق سے بچنے کی ضرورت ہے وہیں حسد اور کینہ جیسے علیین نوعیت کے منفی رویوں سے بچانا شد ضروری ہے۔

حسن خلق کا الترام

دین اسلام زندگی کے لیے مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے یہ زندگی کے لیے ضابطہ حیات ہے اور نبی اکرم ﷺ کی زندگی مسلمانوں کے لیے نمونہ ہے۔ آپ کے اسوہ، حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے اگر ہم اپنی زندگی میں فضائل اخلاق کو اپنالیں تو بلاشبہ تمام منفی رویے عقاید ہو جائیں اور ہم محور کن شخصیت کے مالک بن جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بہترین اخلاق بنانے کے لئے مختلف مقامات پر ارشادات فرمائے۔ نہ صرف امت کو احکام دیے بلکہ ان کا عملی نمونہ بھی پیش کیا۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا"

"ایمان والوں میں سے بہترین وہ شخص ہے جو اچھا اخلاق رکھتا ہے۔"

ایک دوسری جگہ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

"ما من شيء أُنْقَلَ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ حَسَنِ الْخَلْقِ"

"مَوْمَنٌ کی میزان میں سب سے وزنی چیز قیامت کے دن ان کے اچھے اخلاق ہوں گے۔"

اپنی ذات مبارکہ کو بہترین نمونے کے طور پر پیش کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"انما بعثت لاتَّمُ مَكَارَمَ الْأَخْلَاقِ"

"بے شک مجھے اخلاق کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔"

مفتی معاشرتی رویوں کے نقصانات اور سیرت طیبہ ﷺ کے نتائج میں ان کا حل

نبی اکرم ﷺ نے بہت دل نشین اور متاثر کرن انداز میں اخلاق حسنہ پر مبنی ثابت معاشرتی رویوں کے فروغ کے لئے ارشادات فرمائے ہیں۔ جیسا کہ ایک مقام پر بیان کیا:

"اکمل المؤمنین ایمانا احسنہم خلقا"³⁶

"جس کے اخلاق اچھے ہیں وہ کامل مومن ہے۔"

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

"ان المؤمن لیدرك بحسن خلقه درجه الصائم القائم"³⁷

اچھے اخلاق کی وجہ سے مومن دن میں روزہ رکھنے اور راتوں کو عبادت کرنے والے شخص درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت رویے پر مبنی اخلاق کے میزان میں وزن کے بارے یہ موصی جگہ فرمایا:

"مامن شئی یوضع فی المیزان اتقل من حسن الخلق وان صاحب حسن الخلق لیبلغ به درجہ

صاحب الصوم والصلوہ"³⁸

"حسن اخلاق سے زیادہ وزنی قیمت کے دن کوئی شے نہ ہوگی، ایسا شخص جو اپنے اخلاق سے لوگوں کے دل جیت لے وہی شخص اس دور کا فاتح ہو گا۔"

اچھے اخلاق اپنا کر نبی اکرم ﷺ کا محبوب بننے کے متعلق حضور کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ان من احباكم الى احسنكم اخلاقا"³⁹

"تم میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو سب سے اچھے اخلاق کا مالک ہے۔"

آپ ﷺ نے حسن اخلاق کے حامل شخص کی ایک دوسرے مقام پر ان الفاظ میں تعریف و توصیف بیان فرمائی ہے:

"ان من خیار کم احسنکم اخلاقا۔"⁴⁰

"تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے۔"

نبی اکرم ﷺ نے ثابت رویوں کو اپنانے کی تلقین ہی نہیں فرمائی بلکہ مفتی رویے اپنانے اور بد اخلاقی کی بھی نہ مرت کی ہے۔ اور ان سے حاصل ہونے والے خوفناک نتائج سے امت مسلمہ کو محظوظ رہنے کا حکم دیا ہے۔ اور ایسے مفتی رویوں کے حامل لوگوں سے اپنی بیزاری اور ناراضگی کا اظہار فرمایا⁴¹۔ حضرت عائشہ نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ حدیث بیان کرتی ہیں:

"بغض الرجال الى الله الاعد الخصم"⁴²

"ناپسندیدہ شخص اللہ کے ہاں وہ ہے جو ضدی اور سب سے بھڑکا کرنے والا ہے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت محمد ﷺ کی بیان کردہ حدیث کو روایت کرتے ہیں:

"المؤمن غير كريم والفاجر خب لئيم"⁴³

"مومن فاجر چالاک اور کمینہ نہیں بلکہ بھولا بھالا اور شریف ہوتا ہے"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بے حیائی سے منع فرمایا:

"ان الله ليبغض الفاحش البذى"⁴⁴

"الله تعالى اس انسان سے نفرت فرماتا ہے جو بے حیا اور فحش گو ہو"

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ خلافی کی نہ مرت کی ہے اور اسے جہنم میں جانے کا راستہ کہا ہے:

"البذاء من الجفاء والضفاء في النار"⁴⁵

"نخش گوئی انسانی کو بد عہدی کی طرف لے چاتا ہے اور بد عہدی انسان کو جہنم میں لے جانے کا باعث بنتی ہے۔"

معاویہ ہارون لکھتے ہیں کہ ہمارے لئے رول ماؤل رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ ہونی چاہئے۔ اسی طرح لوگوں سے تعلقات میں جہاں ان کے لئے قربانی دیں تو بدلتے میں ان سے توقعات و ابستہ نہیں کرنی چاہئیں⁴⁶۔ سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ امت کی ہدایت اور معاشرے کی اصلاح کے لئے نبی کریم ﷺ نے جو بھی احکامات صادر فرمائے، ان قوانین سے خود کو مبراء نہیں سمجھا بلکہ ہمیشہ سب سے پہلے ان اصول و ضوابط کو خود پر لاؤ کر کے امت کو نمونہ پیش کیا۔

منقی رویوں سے بچنے کے لئے حیات طیبہ اللہی علیہم سے پیش کی گئی مندرجہ بالا گزارشات کو اختصار کے ساتھ ان الفاظ کے ساتھ پیش کیا جاسکتا ہے کہ ما یوسی کفر ہے۔ کسی بھی حالت میں ما یوسی کو اپنے حواس پر سوار کر کے اسے اپنے رویے کا جزو نہیں بننے دینا۔ حتیٰ کہ کسی معاملے میں اگر بار اور مستقل طور بھی ناکامی کا سامنا کرنا پڑے تو بھی ما یوس ہونا منع ہے۔ اللہ کی زمین بہت وسیع ہے، یہیں ممکن ہے کہ گلستانہ ملنے پر پریشان ہونے والے کی قسم میں اللہ تعالیٰ نے مکمل باعینچہ درج کیا ہو۔ زندگی میں جذبات کی رو میں بہہ کر بلاد میں کسی کو اپناروں ماؤں بنانے کے دیگر نقصانات کے ساتھ یہ بھی نقصان ہو سکتا ہے کہ ان منقی رویوں کو غیر محسوس طریقے سے ہم اپنی شخصیت کا پرتو بھی بنالیتے ہیں۔ ہر انسان کی اپنی قدر و مزالت ہے، لیکن اگر کسی جگہ یہ محسوس ہو کہ ہماری ذات کو قبول کرنے سے تامل کیا گیا ہے تو اسے ان کا مسئلہ بنا کر خود اذیتی کے منقی رویے میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے بلکہ وسعت ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ کے ہاں اپنی قبولیت کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ زندگی میں صبر اور شکر کو لازم پکڑنا چاہئے۔ اور لوگوں کی خطاؤں سے جہاں تک ممکن ہو صرف نظر کرنا چاہئے کیونکہ سبھی انسان خطا کے پتلے ہیں۔ ہر معاملے میں میانہ روی اور اعتدال کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے جس سے حسد، کیمیہ، بغض اور ما یوسی جیسے منقی رویوں سے چھکارا حاصل ہو گا۔ اور اہم بات تو یہ ہے کہ باہمی تعلقات میں موافقی فرق کو نہ پہنچنے دیں۔ اس طرح بدگمانی اور جھوٹی اناکے حامل رویوں سے جان چھوٹ جائے گی۔ اور معاشرے سے لے چینی، افرا تفری، حسد، کیمیہ، بغض سیمت سارے نفسانی مسائل حل ہو جائیں گے۔



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](#).

حوالہ جات (References)

¹ نی ایم یوسف، صائمہ یوسف، حدید نفیسات، علمی کتب خانہ، لاہور، 2006ء، ص 387

² Mehen Fatima, Types of Human Behavior in Psychology, 02 November 2021

<https://www.bioscience.com.pk/topics/psychology/item/1311-types-of-human-behavior-in-psychology#:~:text=An%20important%20research%20study%20in,be%20classified%20under%20these%20categories>

³ J. S. Snyder, A. Soumier, M. Brewer, J. Pickel, and H. A. Cameron, "Adult hippocampal neurogenesis buffers stress responses and depressive behaviour," *Nature*, vol. 476, no. 7361, pp. 458–461, 2011

⁴ E. Gould and P. Tanapat, "Stress and hippocampal neurogenesis," *Biological Psychiatry*, vol. 46, no. 11, pp. 1472–1479, 1999.

⁵ صائمہ یوسف، جدید نفیتیات، ص 387

⁶ Jaffar, Dr Saad, Dr Muhammad Waseem Mukhtar, Dr Shazia Sajid, Dr Nasir Ali Khan, Dr Faiza Butt, and Waqar Ahmed. "The Islamic And Western Concepts Of Human Rights: Strategic Implications, Differences And Implementations." *Migration Letters* 21 (2024): 1658-70.

⁷ Rood L, Roelofs J, Bögels SM, Alloy LB. Dimensions of negative thinking and the relations with symptoms of depression and anxiety in children and adolescents. *Cognit Ther Res*. 2010;34(4):333-342. doi:10.1007/s10608-009-9261-y

⁸ G. L. Ming and H. Song, "Adult neurogenesis in the mammalian central nervous system," *Annual Review of Neuroscience*, vol. 28, pp. 223–250, 2005

⁹ E. Gould, A. J. Reeves, M. S. A. Graziano, and C. G. Gross, "Neurogenesis in the neocortex of adult primates," *Science*, vol. 286, no. 5439, pp. 548–552, 1999

¹⁰ E. Gould and P. Tanapat, "Stress and hippocampal neurogenesis," *Biological Psychiatry*, vol. 46, no. 11, pp. 1472–1479, 1999

11: اکتمبر 04:

12: اکتوبر 53:

13: جنوری 56:

14: ایسوس 87:

¹⁵ F. Gómez-Pinilla, "Brain foods: the effects of nutrients on brain function," *Nature Reviews Neuroscience*, vol. 9, no. 7, pp. 568–578, 2008.

16 Ahmed, Syed Ghazanfar, and Muhammad Imran Raza Tahavi. "Syeda Sadia Ghaznavi On The Holy Prophet As A Psychologist And Educationist." *Journal of Positive School Psychology* <http://journalppw.com> 6, no. 8 (2022): 7762-7773.

¹⁷ معاویہ، ہارون، تعلیمات نبوی اور جدید علم نفیتیات، رحمۃ للعلیمین پبلیکیشنز، کراچی، 2020 ص 201

18: برائیم 07:

19: اکتوبر 10:

اگل عمران: 144²⁰

انجل: 96²¹

²² جوزی، ابن القیم، عده الصابرین و ذخیرۃ الشاکرین، دارالكتب، قاهرہ، 2010، ص: 155

ایضا²³

²⁴ مسلم، مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشیری (الموافق 261ھـ)، الجامع الصحيح، داراحیاء التراث العربي، بیروت، 1954، حدیث نمبر 7500

اللطف: 5²⁵

البقرہ: 109²⁶

النساء: 54²⁷

الافتخار: 15²⁸

²⁹ النساءی، عبد الرحمن بن شعیب، سنن نسائی، مکتبہ الرشد للنشر والتوزیع، الریاض، 2010، حدیث نمبر 2912

³⁰ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ (ف275ھـ)، السنن، مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، 1975، حدیث نمبر 2510

³¹ المذنری، عبد العظیم بن عبد القوی، الترغیب والترہیب، مکتبہ الرشد للنشر والتوزیع، الریاض، 2009، ج 3، ص 574

³² طلعت عنیز، ڈاکٹر، تعلیمی نفیسات، قومی کونسل برائے فروع اردو زبان، دہلی، 1992، ص 122

³³ جامع ترمذی، حدیث نمبر 1162

³⁴ ابو داؤد، امام، سلیمان بن الاشعث (ف275ھـ)، السنن، المکتبۃ العصریۃ، صیدا، بیروت، 1998- ج 7، ص 186، کتاب الادب، حدیث نمبر 4799

³⁵ بیہقی، احمد بن الحسین بن علی (الموافق 458ھـ)، شعب الایمان، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع ریاض، 2003، ج 11، ص 202، سنن

³⁶ سنن ابو داؤد، حدیث نمبر 4686

³⁷ ایضا، حدیث نمبر 4797

³⁸ سنن ترمذی، حدیث نمبر 626

³⁹ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل (ف256ھـ)، الجامع الصحيح، دار طوق النجۃ بیروت، 2001، حدیث نمبر 3759

⁴⁰ ایضا، حدیث نمبر 3559

⁴¹ ظفر، مفتاح الدین، تعلیمی نفیسات، انجمن ترقی اردو دہلی 1990، ص 29

⁴² سنن ترمذی، حدیث نمبر 2976

⁴³ ایضا، حدیث نمبر 1964

⁴⁴ ایضا، حدیث نمبر 2002

⁴⁵ ایضا، حدیث نمبر 2009

⁴⁶ معاویہ، ہارون، تعلیمات نبوی اور جدید علم نفیسات، ص 189